شرک کیا ہے؟ اور لوگ شرک کیوں کرتے ہیں؟

محمد صدیق، شاہکوٹ

رب کائنات نے سب سے پہلے اپنی ذات کی پہچان کروائی اور اپنی ربوبیت کو منوانے کیلئے شرک کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا اور آغاز وحی یوں ہوا:

اقـراء بـاسـم ربـک الـذی خلقo خلق الانسان من علقo

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا اور پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے۔

ان دو ایات میں رب ذوالجلال نے خالق ومخلوق کا مفہوم بیان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار محسن انسانیت، اپنے بندے اور رسول سے کروایا۔ اس کی ربوبیت اور واحدانیت کو سمجھنے کیلئے یہی دو آیات کافی ہیں کہ جب اس وحدہ لاشریک نے اپنا آخری نبی ورسول مبعوث فرمایا تو اسے اپنی واحدانیت اور حقانیت کا درس پڑھایا۔ کیونکہ وہ مختار کل ہے۔ اسے کسی کی برابری گوارنہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس نے ایک فارمولا وضع کر رکھا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

وربـک یـخـلـق مـا یـشـاء و یختارo ما کان لهم الخیرة سبحان الـلـه وتـعـالـیٰ عـمـا یـشـر کـون o

(القصص ۶۸)

''آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو اختیار نہیں، پاک ہے وہ ذات ہر اس چیز سے، جس سے لوگ شرک کرتے ہیں''۔

چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوتِ حق لےکر آئے تو فرمایا ۔

ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق\
زبان اور دل کی شہادت کے لائق\
اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق\
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق\
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ\
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ\
(مسدس حالی)

ان احکامات الٰہی کی جب خلاف ورزی ہوتی ہے تو پھر ایک مہلک بیماری جنم لیتی ہے۔ جس کا نام شرک ہے۔ یہ بیماری مہلک ہونے کے ساتھ ساتھ متعدی بھی ہے جو کہ دیکھا دیکھی آس پاس کے لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ شرک کیوں کرتے ہیں اور شرک کی یہ وبا کیونکر وجود میں آ گئی۔ قرآن میں ہے۔ کہ جب تخلیق آدم کا مرحلہ شروع کیا گیا تو فرشتوں نے اللہ رب العزت سے کہا کہ یہ حضرت انسان زمین میں دنگا وفساد برپا کرے گا لیکن اللہ نے فرمایا کہ'' جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔''

چنانچہ پیدائش آدم کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ دراصل ابلیس جنوں میں سے تھا اور خدا کا مقرب ہونے کی وجہ سے اس کی ڈیوٹی فرشتوں کے ساتھ تھی۔ اسے اپنے آپ پہ بڑا زعم تھا۔ چنانچہ اس نے غرور وتکبر کیا اور یوں راندۂ درگاہ ہوا۔

تب اس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کی مہلت مانگی اور اسے یہ مہلت ملی کہ وہ روزِ حشر تک لوگوں کو ورغلائے گا اور اس طرح اللہ کے نیک بندوں کی اور شیطان کے بندوں کی کلاسیفیکیشن ہو سکے گی۔ جیسا کہ صراحت ہے:

وامتازو الیوم ایها المجرمون

یہی وجہ ہے کہ لوگ شیطان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں اور شیطان انسان کو طرح طرح کے چکمے دیتا ہے۔ انسان کو گمراہیوں اور ذلالتوں میں پھانسنے کیلئے کئی طرح کے جال بنتا ہے۔ کیونکہ مخلوقات میں جن وانس ہی دو ہیں جو شرعی احکام وفرائض کے مکلف ہیں۔ اسی لئے انہیں ارادہ اختیار کی آزادی دی گئی ہے۔ تاکہ ان کی آزمائش ہو سکے۔ چنانچہ جو لوگ شرعی احکامات کی پابندی نہیں کرتے وہ آسانی سے اس کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین ۶۰ میں فرمایا ''اے اولاد آدم! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرنا، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' دراصل جن لوگوں پر شیطان غالب آ جاتا ہے ان کو ذکرِ الٰہی سے غافل کر دیتا ہے، تو وہ شرک میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اور ان سے شیطانی احوال وامور کا ظہور ہوتا ہے اور جو لوگ حق اور باطل میں فرق نہیں کر پاتے، تو وہ ان کو کرامات سمجھ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ شیطانی مکر وفریب سے بڑھ کر ان کو

کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اور دوسری وجہ جس کی تصریح قرآن میں یوں ہے:

ویوم یحشر وما یعبدون من دون اللہ فیقول ءانتم اضللتم عبادی ھؤلآء ام ھم ضلوا السبیل o قالو سبحانک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء ولکن متعتھم وابآء ھم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما بورا o (۱۸الفرقان)

اور جس دن اللہ انہیں اور سواء اللہ کے جن لوگوں کو یہ پوجتے رہے ہیں' جمع کر کے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی گمراہ ہو گئے۔ وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ذات ہے' خود ہمیں زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے۔ بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائیں۔ یہاں تک کہ وہ نصیحت بھلا بیٹھے' یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے یعنی روز محشر جب **من دون اللہ** سے سوال کیا جائے گا کہ بتلاؤ تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا یا اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا یا یہ لوگ اپنی مرضی سے ہی گمراہ ہو گئے؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ اے اللہ جب ہم خود تیرے سوا کسی دوسرے کو کارساز۔ بگڑی بنانے والا نہ سمجھتے تھے اور پھر ہم اپنی بابت کس طرح ان لوگوں کو کہہ سکتے تھے کہ تم اللہ کی بجائے ہمیں اپنا ولی اور کارساز سمجھو! دراصل یہ شرک کی علت ہے کہ دنیا میں مال و دولت کی فراوانی نے انہیں تیری یاد سے غافل کر دیا اور ہلاکت ان کا مقدر بنی۔

چونکہ شرک کا یہ مرض ایمان لیوا ہے اور اس کی مہلکی سرطان' ایڈز اور ہیپاٹائٹس "سی" سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ مرض قابلِ علاج ہے۔ بشرطیکہ اس کے جراثیم انتہاء کو نہ پہنچ گئے ہوں۔ تاہم جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے مہر زدہ (Stamped and Saled) کر دیا ہو۔ ان کیلئے صرف دعائے خیر ہی ممکن ہے۔ کہ ہدایت تو صرف رب ہی کے پاس ہے۔ چونکہ قرآن میں شرک کو دل کی بیماری کہا گیا ہے لہٰذا اس کیلئے ہوالشافی نسخہ حاضر ہے۔

قرآن کے **30** کیپسول ہمراہ شربت حدیث کھول اور گھول کر خالی پیٹ استعمال کرنے سے دل کا یہ موذی مرض جاتا رہتا ہے۔ بشرطیکہ دوران استعمال فقہ و تقلید کی چٹنی کا استعمال بند کر دیا جائے اور غیر مستند حکیموں اور طبیبوں (خود ساختہ ولیوں اور گدی نشینوں) کے معجون استعمال کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ساتھ ہی کھٹی میٹھی (انڈین برانڈز) گولیوں سے قطعی پرہیز کیا جائے۔

"نسخہ مجرب ہے"

چونکہ بصراحتِ قران یہ دل کا روگ ہے' لہٰذا جب یہ پھیلتا ہے تو پورے انسانی جسم کو مفلوج کر کے رکھ دیتا ہے اور معاشرے کیلئے ایک ناسور بن جاتا ہے۔ جتنے بھی انبیاء کرام اس دنیا میں تشریف لائے۔ سبھی نے شرک کی بیماری سے اجتناب برتنے کا راستہ دکھایا۔ ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل فرمائی گئی اس میں رشتوں کے تقدس کے بیان سے پہلے اللہ رب العزت نے شرک کے بارے میں احکامات نازل فرمائے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء ۴۸)

اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا وہ جسے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے۔

دوسری جگہ یہی مفہوم کچھ اس طرح بیان فرمایا:

انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وما واہ النار وما للظالمین من انصار (المائدہ ۷۲)

"جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں"۔

اللہ ذوالجلال شرک سے اس قدر بیزار ہے کہ فرمان حق ہے:

ومن یشرک باللہ فکأنما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق o (الحج ۳۱)

جو اللہ سے شرک کرتا ہے تو آسمان سے گر گیا' اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں۔ یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں۔

شرک کیا ہے؟

"اللہ کے ساتھ شرک کا مطلب ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نظیر و ہمسر بنالے' جسے پکارے یا اس سے امید رکھے یا اس سے ڈرے' یا اس پہ بھروسہ کرے یا اس میں ان معاملات میں مدد طلب کرے جن پر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی قدرت حاصل ہے' یا اس سے فیصلہ مانگے یا پھر اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کرے' یا اس کیلئے نذر و نیاز مانے یا اس کیلئے جانور ذبح کرے یا اس سے اللہ تعالیٰ جیسی محبت کرے' کیونکہ ہر قول یا عمل یا عقیدہ یا عبادت جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے' خواہ وہ امر واجب ہو یا مستحب اس کو غیر اللہ کی طرف پھیرنا شرک ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے' کتابیں نازل فرمائیں اور آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا'

تا کہ اسے پہچانا جائے اور پورا دین اسی کا ہو اطاعت اسی کی ہو دعا و پکار اسی کی ہو"۔ (ابن قیمؒ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: "کوئی مخلوق کے پاس اپنی مراد لے کر آئے یا اس پر بھروسہ کرے تو اس کی مراد رائیگاں جائے گی' کیونکہ وہ شرک ہے"۔

شیخ سلیمانؒ فرماتے ہیں: "ایسے کاموں میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے"۔ جس کی طاقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ جیسے وہ لوگ جو مدد' امان' شفاعت اور روزی وغیرہ جیسے مقاصد کی بر آری کیلئے وفات شدہ بزرگ یا طاغوت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تو وہ شرک اکبر ہے کیونکہ ایسے تمام کاموں پر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی قدرت حاصل ہے' کسی اور کو نہیں یا پھر ظاہری یا رسمی اسباب کے پیش نظر کسی پر بھروسہ کرنا' جیسے وہ شخص جو بادشاہ اور حاکم وغیرہ پر ان معاملات میں بھروسہ کرتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دے دیا' مثلاً داد و دہش کرنا اور ظاہری خطرات کو روکنا وغیرہ۔ یہ شرک خفی ہے۔ اس کو سمجھنا ہو تو مثال پیش ہے۔

ایک شخص نے کسی کو اپنا وکیل مقرر کیا' تو اس کیلئے مناسب ہے کہ اس پر اس حد تک بھروسہ کرے جتنا اس کے مقدور میں ہے۔ مکمل بھروسہ کرنا صحیح نہیں' بلکہ کامل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کرے کیونکہ جس کام کی وکالت اسے سونپی گئی ہے اس کو آسان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ سورۃ الانفال (۲) میں مومنین کی چار صفات بیان فرمائی گئی ہیں۔ یعنی وہ اپنے رب پہ توکل کرتے ہیں یعنی "ظاہری اسباب سے اعراض و گریز سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد اس کی ذات پر مکمل بھروسہ کرنا"۔

ظاہری اسباب کرنے کا حکم اللہ نے ہی دیا ہے۔ لیکن اسباب ظاہری کو ہی سب کچھ سمجھ لینا بھی صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ یقین ہونا چاہئے کہ اصل کارفرما مشیت الٰہی ہی ہے۔ اس لئے کہ جب تک مشیت الٰہی نہ ہوگی یہ ظاہری اسباب کچھ نہ کر سکیں گے۔ یعنی اس یقین واعتماد کی بنیاد پر بندہ اللہ کی مدد و اعانت حاصل کرنے کیلئے ایک لمحہ کیلئے بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن میں صراحت ہے:

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین (البقرہ ۴۵)

"اور صبر نماز کے ساتھ مدد طلب کرو یہ چیز شاق ہے' مگر ڈر رکھنے والوں کیلئے"۔

دراصل صبر اور نماز انبیاء کرام' صالحین و مومنین' اور متقین اور اولیاء اللہ کیلئے دو بڑے ہتھیار ہیں۔ درحقیقت نماز کے ذریعے سے ہی ایک بندہ اپنے رب سے آن لائن (On Line) رابطہ (Contact) ہوتا ہے۔

آج کے وی آئی پی پرسنلز جس طرح ہاٹ لائن استعمال کرتے ہیں بعینہٖ متقین اور صالحین بھی نماز (ویب سائیٹس) ہی کے ذریعے سے اپنے رب سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے اور صبر کے ذریعے سے کردار کی پختگی اور دین میں استقامت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو جب بھی کوئی معاملہ درپیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً نماز کا اہتمام کرتے' نماز کی پابندی عام لوگوں کیلئے گراں ہے مگر خضوع و خشوع کرنے والوں کیلئے اطمینان اور راحت کا باعث ہے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا تو تو آپ نے اپنے رب کو پکارا:

فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر (القمر ۱۰)

"یعنی اے میرے رب میں مغلوب ہوں میری مدد فرما"۔ چنانچہ نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو طوفان بھیج کر ہلاک کر ڈالا۔

ان حوالہ جات کا اصل مقصد یہی ہے کہ دعا و پکار میں اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے۔ چہ جائیکہ فوت شدہ اشخاص سے حاجت برآری کی جائے۔ "جو کہ شرک ہے" ارشاد ہے "کون ہے جو بے قراری کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے" (النحل) جو کسی مزار والے سے مانگے وہ مشرک ہے۔ ایسا کرنے والا ظالم ہے کیونکہ سورۃ لقمان کی آیہ (۱۳) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الشرک لظلم عظیمo

"بے شک شرک بہت بڑا گناہ ہے اور اس کا مرتکب اللہ کے ہاں نجس یعنی پلید ہے" قرآن میں واضح حکم ہے:

انما المشرکون نجس (التوبہ ۲۸) یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے متعلق رب ذوالجلال نے اپنی مقدس کتاب قرآن میں نماز سے زیادہ احکامات نازل فرمائے ہیں۔ جگہ جگہ شرک اور اس کے فاعلین کی توبیخ کی گئی ہے۔ اور ہمارے پیارے نبی کے "روحانی باپ" حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بھی قرآن نے واضح بتایا ہے کہ "میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں" جیسا کہ آل عمران (۶۷) میں فرمایا:

وما کان من المشرکین

ایک دوسری جگہ فرمایا

سبحان اللہ وما انا من المشرکین

یعنی اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ نمازیوں کے مقابلہ میں مشرکوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے' اس کی سنگینی کا ادراک اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون کرسکتا ہے کہ اللہ نے رشتوں کی حرمت وتقدس کے بیان سے پہلے شرک کے بارے میں احکامات نازل فرمائے اور اسے ماؤں بہنوں' بیٹیوں کی حرمت سے بھی زیادہ اہمیت دی۔

لیکن جن کے دلوں میں شرک کی بیماری جڑ پکڑ گئی ہو۔ وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب' استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے اور دھوکے میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیمار ہوتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد طلب کرتے ہیں' خویش و اقارب سے مدد طلب کرتے ہیں وہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا اوروں سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ حالانکہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد طلب کرنا یا مدد کرنا شرک کے زمرے میں نہیں آتا یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے۔ جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے تحت ہی ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی انسانوں سے ہی مدد طلب کرتے تھے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: "نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور زیادتی کے کاموں میں نہ ساتھ دو دوسروں کا (المائدہ)

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا:

من انصاری الی اللہ (الصّفت)

یعنی اللہ کے دین کیلئے کون میرا مددگار ہے؟ یہ تعاون نہ تو ممنوع ہے اور نہ ہی شرک بلکہ یہ تو محمود و مطلوب ہے۔ اس کا اصطلاحی شرک سے بھلا کیا واسطہ ہوسکتا ہے۔ بلکہ شرک کا خلاصہ تو یوں ہے۔

ایسے شخص سے مدد و استعانت طلب کرنا جو کہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کرسکتا ہو۔ جیسے کوئی فوت شدہ شخص سے مدد طلب کرتا ہو۔ اس کو مشکل کشاء اور حاجت روا سمجھتا ہو۔ اس کو نافع وضار باور کرتا ہو اور اس کو دور و نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے والا اور بگڑی بنانے والا تصور کرتا ہو اور اسے خدائی صفات سے متصف مانتا ہو۔ اسی کا نام "شرک" ہے۔ جو کہ آج کل بھی "اولیاء اللہ کی محبت" کے نام سے بہت سے اسلامی ممالک میں رائج ہے۔ جیسا کہ سورہ نوحؑ میں ہے۔

ود' سواع' یعوق' یعوث اور **نسر** کا ذکر ہے۔ یہ بلاشبہ قوم نوح کے پانچ نیک بزرگ تھے جو کہ صفات میں انتہائی نیک تھے۔ جب وہ فوت ہوگئے تو ان لوگوں نے بہت عرصہ بعد ان کی پوجا شروع کردی اور وہ "شرک" کا باعث بن گئے۔ پھر آہستہ آہستہ انہی نیک اطوار لوگوں کے بت بن گئے اور وہ ایک اتفاقی حادثہ سے مکہ اور عرب کی سر زمین میں منتقل ہوگئے اور ان کی سرزمین میں لوگوں نے ان کی قبروں پہ منتیں اور چڑھاوے شروع کر دیے۔ قرآن حکیم نے سورۃ قصص میں ایسے ہی مدفون بزرگوں کا ذکر فرمایا ہے:

ویوم ینادیھم فیقول این شرکآءی الذین کنتم تزعمون o قال الذین حق علیھم القول ربنا ھؤلاء الذین اغوینا اغوینھم کما غوینا تبرنآ الیک ما کانو آ ایانا یعبدونo (القصص ۶۳)

اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر پوچھے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہرا رہے تھے وہ کہاں ہیں؟ جن پر بات آ چکی وہ جواب دیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یہی وہ ہیں جنہیں ہم نے بہکا رکھا تھا۔ ہم نے انہیں اسی طرح بہکایا جس طرح ہم بہکے تھے ہم تیری سرکار میں اپنی دست برداری کرتے ہیں۔ یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ ان شریکوں سے مراد وہ اصنام یا مدفون اشخاص ہیں' جن کو یہ خدا کی الوہیت میں شریک گردانتے تھے' انہیں مدد کیلئے پکارتے تھے اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے تھے' وہ آج کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور تمہیں میرے عذاب سے چھڑا سکتے ہیں؟ یہ تو محض توبیخ وتصریح کے طور پر اللہ ان سے کہے گا ورنہ وہاں تو کسی کو مجال دم زدنی نہ ہو گی۔ کیونکہ وہاں تو:

ولقد جئتمونا فرادی کما خلقنکم اول مرۃ وترکتم ما و حولنا کم وراء ظھورکم وما نری معکم شفعاء کم الذین زعمتم انھم فیکم شرکواء لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون o (سورۃ انعام ۹۴)

تم علیحدہ علیحدہ ایک ایک کر کے میرے پاس آؤ گے' تمہارے ساتھ نہ مال ہوگا نہ اولاد اور نہ ہی وہ معبود جن کو تم نے میرا شریک بنا رکھا تھا اور اپنا مددگار' وہ تمہیں فائدہ پہنچانے پہ قادر نہ ہونگے۔ یعنی یہ سرکش لوگ اور شیطان کے چیلے (یعنی داعیان کفر شرک اور پیروں کے پجاری اور درباروں کے زائرین اور ان پر جا کے منتیں مانگنے والے جاہل و گمراہ اور رب کے دشمن) نام نہاد ولی اللہ اور پیر جواب دیں گے کہ ہم تو تھے ہی گمراہ لیکن ہم نے ان کو بھی گمراہ کئے رکھا وہ اپنی تاویل میں جواب دیں گے کہ اے اللہ ہم نے ان پر تو کوئی جبر و استبداد نہ کیا تھا بس یہ ہمارے ادنیٰ سے اشارے پر ہی گمراہ ہو گئے۔ ہمارا ان سے کوئی رشتہ و تعلق نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ وہاں یہ چیلے اور گدی یعنی تابع و متبوع

ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ (اسی طرح جس طرح آج کے یہ گدی نشین ایک دوسرے سے ''کھار'' کھاتے ہیں اور اپنی اپنی دکان داری چمکانے کیلئے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کیلئے ہزار جتن کرتے ہیں۔) اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں تین باتوں کو اساس و بنیاد بنایا ہے۔

۱۔ صرف اللہ کی عبادت کرنا

۲۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا

۳۔ کسی کو شریعت سازی میں خدائی کا مقام نہ دینا

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم ألا نعبد ألا اللہ ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولو افقولوا اشھدوا بانا مسلمون (آل عمران ۶۴)

کہہ دو اے اہلِ کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر تسلیم کی گئی ہے اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ (۱) خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کریں گے (۲) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (۳) ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے اگر یہ لوگ نہ مانیں تو ان سے کہو کہ تم گواہ رہو کہ ہم فرمانبردار ہیں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرک کی توبیخ کنی کا سلسلہ جاری وساری رکھا۔ عرب میں تین مشہور شخصیات گزری ہیں جن کا ذکر قرآن کی سورۃ نجم میں ہے۔

لات: ایک نیک آدمی تھا' حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا جب وہ وفات پا گیا تو لوگ اس کی قبر کو پوجنے لگے اور اس کے بت اور مجسمے بن گئے یہ طائف وادی میں بنو ثقیف کا سب سے بڑا بت تھا۔

عزی: یہ غطفان میں ایک درخت تھا جس کی عبادت کی جاتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک بھتنی تھی جو کہ درختوں میں ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ سنگِ ابیض تھا جس کو پوجتے تھے۔ یہ بنو قریش اور بنو کنانہ کا خاص بت تھا یعنی ان کا معبود اس کے پاس لوگ کثرت سے خون بہاتے تھے اور جانور ذبح کرتے تھے یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا۔ (فتح القدیر)

منات: یہ قدید کے ساحل کے قریب مشال جگہ میں تھا بنو خزعہ کا خاص بت تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اوس وخزرج قبائل یہیں سے احرام باندھتے تھے اور اس کا طواف بھی کرتے تھے (ایسر تفاسیر وابن کثیر)

اس کے علاوہ مختلف اطراف میں اور بھی بت تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد ان بتوں اور قبروں پہ بنے ہوئے قبوں اور گنبدوں' عمارتوں کو مسمار کروادیا۔ ان درختوں کو بھی کٹوادیا جو کہ وجہ شرک تھی اور قبروں کو مسمار کروا کر زمین کے برابر کروادیا۔ آپ کے زمانہ میں ہی جب یہ کام دوبارہ شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کیلئے حضرت خالد' حضرت علی' حضرت عمرو بن عاص اور حضرت جریر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس مہم پہ بھیجا کہ ان سب کو ڈھا کر سرزمین عرب سے شرک کا نام ونشان مٹادیں۔ (ابن کثیر)

قرونِ اولیٰ کے بہت عرصہ بعد ایک مرتبہ پھر خطہ عرب میں یہ مظاہر عام ہوگئے جس کے خاتمے کیلئے اللہ ذوالجلال نے مجدد الدعوۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو توفیق بخشی کہ انہوں نے درعیہ کے حاکم کو اپنے ساتھ ملا کر قوت کے ذریعے سے ان مظاہر شرک کا خاتمہ فرمایا اور اسی دعوت کی تجدید ایک مرتبہ پھر سلطان عبدالعزیز والی نجد وحجاز (موجودہ سعودی حکمرانوں کے والد اور اس میں مملکت کے بانی سلطان عبدالعزیز) نے کی اور پختہ قبروں اور قبوں کو ڈھا کر سنت نبوی کا احیاء فرمایا اور یوں الحمدللہ اب پورے سعودی عرب میں نہ تو کوئی پختہ قبر ہے اور نہ کوئی مزار۔

آخر میں میں ان بھولے بھٹکے ہوئے گمراہ لوگوں کیلئے (جو کہ مزاروں' درباروں کے پجاری اور نام نہاد ولیوں اور پیروں کی طرف منسوب الٹی سیدھی حرکتوں اور خلافِ شرع باتوں کو اسلام کا نام دیتے ہیں) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول رقم کرنا چاہوں گا جو کہ مشرکوں کیلئے ایک تازیانہ ہے:

''اسلام یہ ہے کہ انسان احکامِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم ختم کردے۔ اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کیلئے خشوع وخضوع اختیار کرے۔ اس کے ہی سامنے عبدیت کاملہ کا اظہار کرے۔ دین اسلام وہ دین حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور جس کی اشاعت وتبلیغ کیلئے اس نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا صرف اسی ایک خدا کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے اس کامل سپردگی کا مرکز دل ہے۔ غرض یہ ہے کہ تمام عبادات میں سب کو چھوڑ کر صرف اسی کے سامنے خشوع اور خضوع کا اظہار کیا جائے۔ پس جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے اور دوسروں کو بھی الٰہ اور مشکل کشاء و حاجت روا سمجھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور جو شخص اللہ کی عبادت سے منہ موڑتا ہے وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔ قلب اور جوارح کے مشترکہ عمل کا نام اسلام ہے۔ لیکن ایمان کا اصل اور بنیاد دل کی تصدیق اور اس کا اقرار اور معرفت ہے''۔

آخر میں دعا ہے کہ رب جلیل مجھے اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو شرک کی بیماری سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو ''مسلمان'' بنائے۔ (آمین)